جناب ابو ارقم انصاری

حرمین شریفین کی حرمت بار بار پامال کرنے والے اہلِ تشیع

تاریخ کے آئینہ میں

حرمین پاک میں حالیہ وارداتوں کا ناپاک سلسلہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن مجید کے مطابق حرمین مقدس کی بے حرمتی بھی حرام ہے اور خونِ مسلم بھی حرام ہے۔ اس وجہ سے ان دونوں حرمتوں کی پامالی کا سنگین جرم اور وہ بھی بیک وقت و بیک جا۔ اس کا کوئی مسلمان ارتکاب تو کیا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایسی بنیادی حقیقت کے باوجود ۶ر ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ (۳۱ر جولائی ۱۹۸۷ء) کو ایک مرتبہ پھر ایرانی قیادت میں اہلِ تشیع نے حرم کعبہ و مسجد الحرام کی حرمت کو بھی پامال کیا اور اہلِ حرم اور مہمانانِ حرم کا خون بھی کیا۔ پھر یہ کہ دونوں حرام کام نہ صرف بیک وقت کئے گئے بلکہ عین ایام حرام میں انجام دئے گئے۔ حرمینِ پاک کی توہین و تذلیل کا یہ سلسلۂ ناپاک ۷۹ء سے ہر سال بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

پچھلے سال تو خمینی کے ایرانی کارندوں نے سارے حرمین شریفین کو بارود سے اڑانے کی جسارت بھی کر ڈالی تھی پچھلے سال ۳ر ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ (۷ر اگست ۱۹۸۶ء) کو ایرانی تخریب کار اکاون کلو (تقریباً ڈیڑھ من) دھماکہ خیز مادے کے ساتھ جدہ ایرپورٹ پہنچے اور تلاشی پر وہیں پکڑے گئے۔ ان دہشت گردوں کا گرو حسن علی دھنوی تھا جس نے پوچھ گچھ پر اقرار جرم کر لیا اور اعتراف کیا کہ وہ آتشگیر بارود حرمین کو تباہ کرنے کے لئے اس کی حکومت نے بھیجا تھا گذشتہ سال اور اس سال کے ان گھناؤنے واقعات کی فلمیں موقع پر ہی لے لی گئی تھیں۔ اور ان دونوں فلموں کو سعودی ٹیلی ویژن پر ۳۰ر اگست ۱۹۸۷ء کو پوری دنیا کو دکھا دی گئیں۔ بعد میں یہی تصاویر اخبارات و جرائد میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

حرم بیت اللہ میں اسلام کے خلاف تشدد و جارحیت کی حالیہ وارداتیں نئی نہیں بلکہ ۷۹ء کے ایرانی شیعہ انقلاب سے جاری ہیں۔ فروری ۷۹ء میں خمینی انقلاب آیا اور اسی سال ۱۹ر نومبر ۷۹ء (۱ محرم ۱۴۰۰ھ) کو ایک مسلح گروہ نے حرم کعبہ اور حرمِ نبوی پر بیک وقت دھاوا بولا۔ حرمِ نبوی پر حملہ تو ناکام بنا دیا گیا مگر حرمِ کعبہ پر حملہ آوروں نے قبضہ کر لیا۔

بے شمار مسلمانوں کا بے دریغ قتلِ عام کیا۔ اور دیگر تمام مسلمانوں کو دو ہفتوں سے زیادہ تک عمرہ، طوافِ کعبہ اور نماز بیت اللہ سے محروم رکھا۔ مجبوراً اس غیر اسلامی گروہ کے خلاف فوجی قوت استعمال کی گئی۔ اور حرم محترم کو ناپاک قبضے سے پاک کیا گیا۔ اس کے بعد ہر سال موسم حج میں تقدیس حرمین کی مسلسل توہین و تذلیل کسی نہ کسی شکل میں جاری رہی۔ تا آں کہ اس سال ۸۷ء میں ایک اور مسلح مہم کے ذریعہ حرم محترم کو نشانہ بنایا گیا۔ غرضیکہ پچھلے نو برسوں میں قبضۂ حرمین کے لئے حرمتِ حرمین روندی جا رہی ہے۔ اس لحاظ سے وہ بیت اللہ الحرام جسے اللہ اور رسول ﷺ نے قیامت تک دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ (مرکزِ اسلام) اور دار الامن قرار دیا ہوا ہے دار الفساد بنانا یقیناً بغاوت ہے۔ اللہ سے اور رسول ﷺ سے۔ اسی طرح اہلِ حرم کو تہ تیغ کرنا کھلی غداری ہے، دینِ اسلام سے اور اہلِ اسلام سے۔ مختصراً یہ کہ ۷۹ء کے ایرانی انقلاب سے ہی اہلِ تشیع کے لیڈر خمینی کا اصل ہدف اسلام اور مرکزِ اسلام کی غاصبانہ تسخیر اور تباہی ہے۔ ان تازہ ترین حقائق کے علاوہ اہلِ تشیع اور خمینی کے مذموم مقاصد کے دستاویزی ثبوت مزید تاریخی تناظر کے ساتھ اگلی سطور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مرکزِ اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف سازشوں کا تاریخی تسلسل

تاریخ شاہد ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قائم کردہ مضبوط و مستحکم اسلامی مملکت حضرت عثمان رضؓ کے درخشاں دورِ خلافت میں عروج پر پہنچ کر بیرونی حملوں کے لئے ناقابلِ تسخیر بن چکی تھی۔ لہٰذا عیار یہود نے اس عظیم اسلامی ریاست کو اندرونی طور پر سبوتاژ کرنے کی سازش کی۔ اس مقصد کے لئے یہودی دماغ ابن سبا نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر شیعیت کو جنم دیا۔ تاکہ ملتِ اسلامیہ کو داخلی انتشار و خلفشار سے شکار کیا جا سکے۔ بالفاظ دیگر شیعہ مذہب کی پیدائشی غرض و غایت ہی یہ تھی کہ اندر سے نہ صرف مرکزِ اسلام کو درہم برہم کیا جائے بلکہ اہلِ اسلام کو بھی تتر بتر کر دیا جائے۔ اس گہری اور ہمہ گیر سازش کے ساتھ ابن سبا یہودی نے ملکِ حرمین میں فتنہ و فساد، مسلمانوں کی خونریزی اور حرم نبوی ﷺ کی بے حرمتی سے شیعی مشن کا آغاز کیا۔ جو آج بھی جاری ہے۔ اب اس تاریخی تسلسل کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس آئینہ میں شیعیت کا روپ و بہروپ صاف دیکھ لیا جائے۔

۱۔ شیعہ مذہب کے بانی ابن سبا یہودی نے اسلام کے خلاف اولین چال یہ چلی کہ قرآن کی معین تعریف "اہلِ بیت" (امہات المومنینؓ) کے صریحاً منافی رسولِ اکرم ﷺ کے نسبی رشتہ داروں کو "اہلِ بیت" کہنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اپنے خود ساختہ اہلِ بیت کو صحابہ کرام رضؓ کے زمرے سے الگ ایک جداگانہ طبقہ ظاہر کیا۔ اس کے بعد سنت کے قطعی خلاف اس شیعہ اول نے اپنے نام نہاد جداگانہ طبقے کی فضیلت و افضلیت کا پروپیگنڈہ کیا۔ پھر بڑے پیمانے پر بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان باہمی نفرت و منافرت کا چکر بھی چلا دیا۔ دریں اثنا اس مکار منافق نے امیر المومنین حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے مابین غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور امام الوقت ذو النورین رضؓ کے خلاف بہتان طرازی کا طوفان

کھڑا کر دیا۔ غرضیکہ فریب و فراڈ کے ان مختلف ہتھیاروں کے ساتھ بابائے شیعیت کا یہودی النسل شیعہ ٹولہ خلافت عثمان رضؓ پر شب و روز شب خون مارتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کے خلاف اپنی اولیں سازش کے حتمی ہدف پر پہنچ گیا۔ بالآخر ان شیعہ شیاطین نے دامادِ رسولؐ حضرت عثمان رضؓ کو حرم نبویؐ میں اور عین ماہِ حرام (ذوالحجہ ۳۵ھ) میں نہایت درندگی و سفاکی سے شہید کر دیا۔ اس طرح اہلِ تشیع نے پیدا ہوتے ہی قرآن و سنت کے خلاف بیک وقت حرمِ رسولؐ کی کھلی بے حرمتی کی۔ ماہِ حرام کی حرمت بھی پامال کی۔ اور خونِ مسلم جیسی حرام کاری بھی کی۔ مختصراً یہ ہیں حرام در حرام کے وہ سیاہ ترین اعمال اور سنگین جرائم جو ابتدا سے لے کر آج تک ہمیشہ ہی شیعوں کا شیوہ رہے ہیں۔

۲۔ اگلے دورِ خلافت علی رضؓ میں قاتلانِ عثمان رضؓ نے مرکزِ اسلام کو مزید منہدم کرنے کے لئے اپنی منافقانہ مہم کو تیز تر کر دیا۔ مسلمانوں کے بھیس میں ان منافقوں نے بہت بڑے پیمانے پر سیاسی افراتفری پھیلائی۔ اور پہلے سے پیدا کردہ نفاق و افتراق کی آگ شدت سے بھڑکائی۔ تاکہ مسلمانوں کے مابین پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں آگے چل کر خود بخود باہمی جنگ و جدال تک پہنچ جائیں۔ اتحادِ ملت کو پارہ پارہ کرنے والے ایسے خطرناک حالات ابھارنے کے بعد ان چالبازوں نے حضرت علی رضؓ کو مجبور کر دیا کہ وہ مرکزِ خلافت یعنی مدینۃ النبیؐ کو چھوڑ دیں اور باہر سے اصلاحِ حال انجام دیں۔ صورتِ حال کو درست کرنے کے لئے اگرچہ حضرت علی رضؓ نے اپنی دانست میں ہر تدبیر اختیار کی۔ تاہم مفسدین (قاتلانِ عثمان رضؓ) نہ صرف سزا سے بچ نکلے بلکہ ملک کے چاروں اطراف جا پہنچے تاکہ اگلے مرحلہ میں ملک گیر تخریب کاری اور مسلمانوں کا قتلِ عام کر سکیں۔

بہرکیف اسلام سے بغض و عداوت رکھنے والے اہلِ تشیع نے سیاسی اختلافات کی آڑ لے کر مختلف شورشیں شروع کر دیں اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کے درمیان پے در پے تین خانہ جنگیاں (جنگ جمل، جنگ صفین، اور جنگ نہروان) بھی بپا کرا دیں۔ اس کے نتیجہ میں ہزاروں مسلمانوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ عظیم گلشنِ ملت کو اجاڑ دیا گیا اور آخر میں خلیفۂ وقت حضرت علی رضؓ کو ۴۰ھ میں شہید کر دیا گیا۔ غرضیکہ پانچ سال کی مختصر میں ابنِ سبا یہودی اور اس کے چیلوں نے لبادہ اسلام میں اہلِ اسلام اور مرکزِ اسلام کو بڑی حد تک مسمار کر ہی ڈالا۔

۳۔ شہادتِ سیدنا عثمان رضؓ سے لے کر شہادتِ سیدنا علی رضؓ تک کے ناقابلِ تلافی ملی نقصانات کے بعد ہر چند کہ مسلمان مرضِ شیعیت کی تشخیص کر چکے تھے تاہم وہ اس مرض کا مداوا کرنے کے لئے خوب سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا چاہتے تھے۔ قبل اس کے کہ اہلِ اسلام کوئی اقدام کرتے، اہلِ تشیع نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ اور وہ یہ کہ منصب خلافت کو گروہی و نزاعی مسئلہ بنا دیا۔ اس نازک موقع پر بلا توقف اور بر وقت حضرت حسن رضؓ نے ملی مفاد میں "تازہ سازش" کا قلع قمع کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا۔ انہوں نے فوری فیصلہ فرمایا کہ سازش کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ ملی تفریق و تقسیم کے عمل کو ختم کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو بحال کیا جائے۔ ان اعلیٰ مقاصد کی خاطر حضرت حسن رضؓ نے

عظیم ایثار کیا۔ اور حضرت معاویہ رضؓ جیسے مردِ مسلمان و مردِ آہن کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے ہمیشہ کے لئے ایک روشن مثال قائم کر کے نہ صرف شیعہ نقاب پوشوں کو بے نقاب کیا اور مسلمانوں کو کشت و خون سے بچا لیا بلکہ اتحادِ ملی مکمل بحال کر کے وقت کا بہترین قائدِ امت بھی فراہم کر دیا۔ ایسے تاریخ ساز اقدام سے چونکہ اہلِ تشیع بالکل ننگے ہو چکے تھے، اور شکست کھا چکے تھے، اس لئے زیرِ زمین چلے گئے مگر موقع نکال کر انہوں نے محسنِ ملت حضرت حسن رضؓ کو ان کے لاثانی کارنامے کی پاداش میں خاموشی سے زہر دے کر حرم نبویؐ میں (حسبِ سابق) شہید کر دیا۔ البتہ قاتلانِ حسن رضؓ اس اجتماعی و سیسہ پلائی دیوارِ ملت میں کوئی شگاف نہ ڈال سکے جس کی بنیاد حضرت حسن رضؓ نے رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ کی بیس برسوں کی مضبوط خلافت (۴۱ھ تا ۶۰ھ) کے دوران نہ صرف داخلی طور پر مسلم اتحاد انتہائی مستحکم ہوا اور مرکزِ اسلام کا پیدائشی دشمن قطعی ناکام و نامراد ہوا بلکہ خارجی طور پر بھی مملکت اسلامیہ کی بڑی وسعت ہوئی۔ اور بحر و بر دونوں پر طاقت ور حکمرانی قائم ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیس سالہ خلافتِ معاویہ رضؓ کی کامیاب داخلی و خارجی پالیسیوں اور حکمت عملی نے ایک طرف تو سازشی عناصر کو سر نہ اٹھانے دیا اور دوسری طرف اسلام کی عظمت و شوکت کا پرچم ساری دنیا میں بلند و بالا کر دیا۔ اس تاریخی حقیقت کے ساتھ دوسری تلخ حقیقت یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت معاویہ رضؓ کا انتقال ہوتے ہی دبکے ہوئے سانپ بچھو اپنے بلوں سے باہر نکل آئے۔ اور ایک بار پھر حسبِ معمول جسدِ اسلام و اسلامیان کو ڈسنے اور ڈنگ مارنے لگے۔

۴۔ خلافتِ معاویہ رضؓ کے اختتام پر اہلِ تشیع اپنے مذہبی اصول تقیہ پر عمل کیا اور بیعت کے بہانے حضرت حسین رضؓ کو مسکنِ مکہ ترک کرنے اور کوفہ پہنچنے کا پیغام دیا۔ اس حوالے سے مکہ مکرمہ میں موجود حضرات حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ عبداللہ بن عمر رضؓ۔ عبدالرحمن بن ابوبکر رضؓ اور ابن عباس رضؓ جیسے جید صحابہ کرام رضؓ نے حضرت حسین رضؓ کو حرمِ بیت اللہ چھوڑنے سے روکا۔ اور پس پردہ سازش سے خبردار کیا۔ لیکن کوفیوں کا آیا ہوا گروہ کسی نہ کسی طرح حضرت حسین رضؓ (بمعہ اہل و عیال) کو اپنے ساتھ مکہ سے لے گیا۔

مکہ معظمہ سے مقام قادسیہ تک حضرت حسین رضؓ نے حالات کا بغور مشاہدہ کیا۔ جس کی روشنی میں یہ حکمت عملی اپنائی کہ وہاں سے راہ کوفہ کی بجائے راہِ دمشق اختیار کر لی۔ انہوں نے حتمی فیصلہ فرمایا کہ اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضؓ کی اتباع میں وحدتِ امت کو بکھرنے سے بچایا جائے۔ مسئلہ خلافت پر اجماعِ ملت قائم کیا جائے۔ ملی مرکزیت کا تحفظ کیا جائے اور دمشق پہنچ کر اپنے رشتے کے ماموں یعنی خلیفۂ وقت یزید بن معاویہ رضؓ سے براہِ راست بات چیت کر لی جائے اس مثالی راہِ عمل سے روکنے کے لئے ہمسفر کوفی جتھے نے بڑی منت سماجت کی مگر ناکامی ہوئی۔ بس پھر کیا تھا ان سازشی شر پسندوں نے اپنا پرانا حربہ استعمال کیا یعنی یہ کہ قافلے میں پہلے اختلافی فضا پیدا کی، پھر سر پھٹول مچائی اور ہنگامہ

آرائی کی اور آخر میں حضرت حسین رضؓ کو مقام الطف (کربلا) پر ۶۱ھ میں شہید کر دیا۔ بعد ازاں ان شیعہ قاتلوں نے جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعہ قتلِ حسین رضؓ کا الزام خلافت یزید بن معاویہ رضؓ پر ڈال دیا اور خود تقیہ کے تحت ماتمِ حسین رضؓ کرنے لگے تاکہ تمام مسلمان بالعموم دھوکہ کھا جائیں۔ اور بنو ہاشم بالخصوص خلافت بنو امیہ کے خلاف نفرت میں مبتلا ہو جائیں اس طرح ہاشمی اور اموی مسلمانوں کے مابین رنجش و چپقلش کی پرانی سازش جس کی سرکوبی حضرت حسن رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ نے مل کر کی تھی۔ دوبارہ سر اٹھانے لگی۔ پھر رفتہ رفتہ خلافت بنو امیہ کے خلاف کوئی سازش میں ایرانی بھی شامل ہو گئے۔ اور بالآخر تمام منافقین نے مل کر بنو ہاشم کے نام پر خلافِ وقت سے بغاوت کا آغاز خراسان سے کر دیا۔ اور ۱۳۲ھ تک خلافت بنو امیہ کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔

۵ ۔ جب خلافت بنو امیہ کے خاتمہ پر ۱۳۲ھ میں خلافت بنو ہاشم یعنی خلافت بنو عباس قائم ہوئی۔ تو انہی داخلی دشمنوں نے اس کی جڑیں بھی حسبِ معمول کاٹنی شروع کر دیں کیونکہ شیعیت کا اصل مقصد تو روزِ اول سے ہی بہر صورت اہلِ اسلام اور مرکزِ اسلام کو سبوتاژ کرنا تھا۔ اس مرتبہ نہ صرف یہ کہ خلافت بنو عباس کے خلاف بغاوت کی گئی بلکہ اس کے مدمقابل ایک الگ متوازی حکومت بھی بنائی گئی۔ یہ شیعہ حکومت (عبیدی فاطمی) ۲۹۷ھ میں شمالی افریقہ میں بنائی گئی۔ جو ۳۸۶ھ تک مصر و شام و حجاز اور یمن تک پھیل گئی۔ اسی دوران ۳۱۷ھ میں اہلِ تشیع نے ابو طاہر قرمطی کی قیادت میں حرمِ کعبہ پر حملہ کیا اور یہ حملہ عین موسمِ حج میں کیا گیا۔ انہوں نے حجاج کرام کو قتل کیا۔ بیت اللہ الحرام کے دروازے توڑ دیئے۔ میزابِ رحمت گرا دیا۔ غلافِ کعبہ نوچ پھینکا۔ اور حجرِ اسود کو اکھاڑ ڈالا۔ ان بد طینت شیعوں نے بیک وقت تین حرمتوں کی کھلم کھلا بے حرمتی کی یعنی یہ کہ حرمتِ مسجد الحرام، حرمتِ ایامِ حرام اور حرمتِ خونِ مسلم کو ایک ساتھ پامال کیا۔ تاریخ کی اس شہادت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام سے بغض و عناد میں تمام تخریب کاریوں کی طرح ابو طاہر قرمطی کے ہاتھوں توہین و تذلیلِ حرم کا سلسلہ جہاں ماضی میں شیعہ اول ابن سبا یہودی سے جڑا ہوا ہے۔ وہیں وہ سلسلہ دورِ حاضر کے خمینی تک بھی پھیلا ہوا ہے۔ اس ضمن میں مزید تاریخی شہادتیں اگلی سطور میں ترتیب وار پیش کی جا رہی ہیں۔

۶ ۔ مذکورہ بالا شیعہ حکومت (عبیدی فاطمی) کا چھٹا حکمران ایک انتہائی بد قماش شخص الحاکم بنا جس نے ۳۸۶ھ میں مصر میں اقتدار سنبھالا۔ اس نے اپنے معتمد و مقرب ابو فتوح کو ایک انتہائی مذموم منصوبہ دے کر مدینہ منورہ بھیجا۔ منصوبہ یہ تھا کہ حرمِ نبوی ﷺ کی حرمت کو اس طرح روندا جائے کہ حجرۂ رسول ﷺ اور جسدِ رسول ﷺ کی بے حرمتی بھی ہو جائے مطلب یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم و مقدس حجرے میں موجود آنحضور ﷺ اور ان کے پہلو میں مدفون شیخین (حضرت ابو بکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ) تینوں کے اجسامِ اطہر کو نکال باہر کیا جائے۔ اس ذلیل مہم پر ابو فتوح مدینہ طیبہ تو پہنچ گیا۔ مگر بہت خائف و خوفزدہ رہا۔ اس حال میں وہ الحاکم کے تفویض کردہ منصوبے پر عمل کرنے کی ہمت و جرأت نہ کر سکا

اور مدینۃ الرسولؐ سے ناکام و نامراد ہو کر کہیں اور چلا گیا۔

۷۔ اسی عبیدی فاطمی دورِ حکومت میں پھر وہی مذموم حرم کی سازش کی گئی۔ اس بار ۴۱۱ھ میں حلب کے چالیس شیعہ تخریب کار اسی گندی و گھناؤنی اسکیم کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ تاکہ حجرۂ نبویؐ کے اندر تینوں قبور اطہر اور اجسام اقدس کی تذلیل کی جائے۔ اس ذلیل پروگرام کی خبر جب مسجد نبویؐ کے رئیس الخدام شیخ شمس الدین صواب کو ہوئی تو وہ ہوشیار اور منتظر رہے۔ ایک رات پچھلے پہر کو وہ بدبخت چالیس کا ٹولہ مسجد نبوی تک ضرور پہنچا لیکن قبل اس کے کہ وہ ٹولہ حجرۂ انور تک بڑھے خود بخود زمین دوز ہو گیا۔ یعنی شیخ صواب کے سامنے اس ٹولے کو زمین نے نگل کر جہنم رسید کر دیا۔

۸۔ اگلی صدی یعنی چھٹی صدی ہجری میں خلافت بنو عباس کو ایک مجاہد اسلام نور الدین زنگیؒ میسر آگیا۔ تو اسلام کی سیاسی مرکزیت کو طاقت و تقویت حاصل ہوئی۔ اس زمانے میں اس مردِ مومن کی قوت و ہمت نے سارے یہود، آلِ یہود (اہل تشیع) اور عیسائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ بر سرِ زمین شکست خوردہ اس ٹگڈم نے اپنے انتقام کی پیاس بجھانے کے لئے زیرِ زمین ایک مشترکہ پلان بنایا۔ ان کا پُرخیانت پلان ۵۵۷ھ میں یہ بنا کہ مدینہ طیبہ میں آں حضرتؐ کی آرام گاہِ اکرم کے زیرِ زمین نقب زنی کی جائے اور خاتم النبیینؐ اور ان کے دونوں تابعینؓ کے اجسام مبارک کے ساتھ گستاخی کی جائے۔ اس پلان کے مطابق دو نصرانیت یافتہ تخریب کار ایامِ حج میں مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبویؐ کے قریب ترین مقام پر قیام کر کے وہاں سے حجرۂ نبوی تک خفیہ سرنگ بنانے لگے۔ دریں اثنا نور الدین زنگی خواب میں سرورِ کائنات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آنحضورؐ نے ان کو خواب میں نہ صرف دشمنوں کی کارروائی سے مطلع فرمایا بلکہ دونوں تخریب کاروں کے چہرے بھی دکھا دئیے۔ آنکھ کھلتے ہی مردِ مومن نور الدین زنگی حرم نبوی کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور ٹھیک اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے نقب زنی کے لئے سرنگ نکالی جا رہی تھی۔ انہوں نے دونوں ملعون نقب زنوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا اور فوراً تختہ دار پر لٹکانے لگا دیا۔ یوں نور الدین نے طاغوت کا منصوبہ مٹی میں ملا دیا۔

۹۔ مردِ مومن نور الدین زنگی کی ۵۶۶ھ میں وفات کے بعد ان کے اسلامی مشن کو مردِ مجاہد صلاح الدین ایوبی نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ غازی صلاح الدین ایوبی نے ایک طرف تو ۵۶۷ھ میں سازشی شیعہ حکومت (عبیدی فاطمی) کو ختم کر کے خلافت بنو عباس میں شامل کر دیا۔ اور دوسری طرف ۵۸۳ھ میں قبلۂ اول بیت المقدس کو یہودی عیسائی قبضہ سے پاک کر دیا۔

مختصراً یہ کہ عظیم مردِ مجاہد غازی صلاح الدین ایوبی نے مختصر مدت میں یہ عظیم تاریخی کارنامہ انجام دیا کہ شیعیت یہودیت اور عیسائیت کے طاغوتی ٹگڈم کو ایک ساتھ پاش پاش کر دیا۔ اور مرکزِ اسلام، اہل اسلام اور مقدس مقامات اسلام کو اغیار کی دست برد سے محفوظ کر دیا۔ اس غازیِ اسلام (متوفی ۵۸۹ھ) نے سرکشوں کے کس

بل نکال کر ایسا سرنگوں کیا کہ برسوں تک ان مخالفین اسلام کی کمر ٹوٹی رہی۔

۱۰۔ خلافت بنو عباس ۶۵۰ھ تک پوری دنیا میں علمی، سیاسی اور عسکری لحاظ سے عروج پر پہنچ چکی تھی جسے منافقین بھلا کب برداشت کر سکتے تھے۔ لہذا دنیا کی قوی ترین مسلم خلافت کو تباہ کرنے کی خاطر اہل تشیع کے دو شاطر دماغ ابن علقمی اور نصیر طوسی نے اسلام کے بدترین دشمن تاتاریوں کے سردار ہلاکو خان سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ اس تخریبی چال کے نتیجے میں خونخوار ہلاکو خان پوری شیعہ قوم کی مدد سے ۶۵۶ھ میں خلافت عباسیہ پر حملہ آور ہوا۔ اس طرح شیعہ ہلاکو، ملی بھگت نے لاکھوں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ خلیفہ معتصم باللہ کو ذبح کیا۔ دینی و علمی مراکز کو خاکستر کیا اور دنیا کی عظیم ترین خلافت عباسیہ کو تہس نہس کر دیا۔

مختصراً یہ کہ دنیا کی مسلم تہذیب و تمدن، مسلم مرکزیت اور اسلامی خلافت جو اپنے نقطہ عروج پر تھی اہل تشیع کے ہاتھوں نیست و نابود ہو گئی۔

۱۱۔ زوال خلافت عباسیہ (۶۵۶ھ) کے جلد ہی بعد مسلم مرکزیت کا احیاء ۶۸۷ھ میں ہو گیا۔ جب خلافت عثمانیہ وجود میں آئی۔ عالمی سطح پر خلافت عثمانیہ تقریباً سات سو سال کے طویل عرصہ تک قائم رہی۔ حالانکہ یہ مرکزی مملکت اسلامیہ ان سات صدیوں میں بیک وقت تین براعظموں یعنی یورپ، ایشیا اور افریقہ پر چھائی رہی۔ اور اس کے زیر اثر دنیا کے تمام اہم بحر و بر رہے۔ پھر بھی یہ مستحکم خلافت مسلسل اغیار کے نرغے میں زک اٹھاتی رہی۔ بالخصوص ایران کی تمام شیعہ حکومتیں یعنی صفوی، افشاری اور پہلوی حکومتیں یکے بعد دیگرے خلافت عثمانیہ کے خلاف نہ صرف گونا گوں ریشہ دوانیوں اور چیرہ دستیوں میں شامل رہیں بلکہ باقاعدہ محاذ آرائیاں اور جنگی کارروائیاں بھی کرتی رہیں۔ آخر میں دشمنانِ اسلام نے مغرب کا بنایا استعمال کیا اور داخلی بغاوت کے ذریعہ نہ صرف عالمی خلافت کو غارت کر دیا بلکہ دنیا سے خلافت کا نام و نشان ہی غائب کر دیا۔ ۱۳۴۲ھ یعنی ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کی قانوناً تنسیخ کر دی گئی جس کی وجہ سے تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ رونما ہوا کہ مسلمانوں کا مرکزی ادارہ خلافت صفحۂ دنیا سے پہلی مرتبہ مٹا دیا گیا۔

۱۲۔ صدیوں پر محیط مرکزی خلافت کے سانحۂ ساقط دنیائے اسلام کا دوسرا دفاعی مورچہ ہمیشہ برصغیر جنوبی ایشیا رہا۔ اس قلعۂ اسلام میں بھی رخنے ڈالنے اور یہاں بھی غلبۂ اسلام کو غتر بود کرنے کے لئے شیعہ منافقین اپنے کرتوت اور کارستانیوں میں لگاتار لگے رہے۔ اختصار کی خاطر اتنا اشارہ کافی ہے کہ اس خطۂ مسلم پر بھی بیرونی اور اندرونی، دونوں طرح کی یلغار جاری رہی۔ مثلاً اگر بیرونی طور پر نادر شاہ ایرانی اور تیمور لنگ جیسے غارت گر یورشیں کرتے رہے۔ تو اندرونی طور پر میر جعفر اور میر صادق جیسے غدار شب خوں مارتے رہے۔ بقول شاعر ؎

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگِ ملت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

بہرکیف برصغیر جنوبی ایشیا میں بھی صدیوں غلبۂ اسلام شیعوں کی شیطنت کی نذر ہوگیا۔ اور ۱۸۵۷ء میں اغیار
کے ہاتھوں مغلوب ہوگیا۔ اس کے بعد جب مذکورہ بالا سانحہ خلافت عثمانیہ (۱۹۲۴ء) بھی رونما ہوگیا۔ تو اس دوہرے
حادثہ نے ملتِ مسلمانانِ عالم کو منتشر و منتفرق کرکے رکھ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے خلافت عثمانیہ کے زیر اثر برصغیر کی مسلم
حکومت زیر کی گئی اور پھر خاتمۂ خلافت کے ذریعہ دنیا کی بقیہ مسلم حکمرانی کئی ٹکڑیوں میں بانٹ دی گئی۔

اسرائیل کی ناجائز ولادت اور سیاسی سازشوں کا نیا دور

۱۔ اگرچہ ۱۹۲۴ء میں عالم اسلام کا مرکزی ادارہ خلافت مسمار کیا جاچکا تھا
اور اہلِ اسلام چھوٹے چھوٹے علاقوں، خطوں، اور ملکوں میں تقسیم کئے جاچکے
تھے۔ پھر بھی یہود اور آلِ یہود اپنی سیاسی بساط شطرنج پر اُن بکھرے ہوئے مسلمانوں کو داب میں لینے اور مکمل مات
دینے میں مصروف رہے۔ اس سازشی پس منظر کے باوجود ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشہ پر وقت کا سب سے بڑا مسلم ملک
پاکستان نمودار ہوا۔ چنانچہ پوری عالمی یہودیت حرکت میں آگئی۔ اور اس کے دونوں عالمی مہروں یعنی امریکہ اور روس کے
اتصال سے اگلے ہی سال ۴۸ء میں مسلمانوں کی اہم سرزمینِ فلسطین پر "اسرائیل" کا ناجائز تولد ہوگیا۔ اس نئی ونادرچال
کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیل اور ایران مل کر ایک طرف تو پاکستان کے پرخچے اڑا سکیں اور دوسری طرف مسلم مشرق (بشمول
حرمین شریفین) پر بالادستی حاصل کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو سال کے اندر ۵۰ء میں جہاں اسرائیل اور ہندوستان کے
مابین سفارتی تعلقات استوار ہوگئے۔ وہیں اسرائیل اور ایران میں ایک دوسرے کے سفارتی مشن قائم ہوگئے۔

اس طرح پوری امت اسلامیہ کے خلاف یہود، آل یہود (اہل تشیع) اور ہنود کا نیا تکون وجود میں آیا اور یہ تکون یا
تگڈم عالمی طاقتوں (امریکہ اور روس) کی اعانت سے آج تک برسرعمل ہے۔ حسب پروگرام اسرائیل نے مشرق اوسط
کے مسلم ممالک سے پنجہ آزمائی شروع کردی۔ اور ۵۶ء تک اپنی ناجائز زمین میں اضافہ کرلیا۔ اس کے بعد اسرائیل نے
۶۷ء میں مسلمانوں کے قبلۂ اول (بیت المقدس) پر بھی قبضہ کرلیا۔ مگر پھر بھی اس کا توسیعی منصوبہ جاری رہا۔ ایک جانب اگر
اسرائیل پیہم مسلم عرب کے خلاف برسرِ جنگ رہا۔ تو دوسری جانب ایران تیل کا ایندھن اسرائیل کو مسلسل فراہم کرتا رہا۔
جب ۷۹ء میں خمینی نے ایرانی اقتدار سنبھالا تو ایران و اسرائیل تعلقات مزید مستحکم ہوگئے۔ ۸۰ء میں ایران کو اسرائیل نے
جدید اسلحہ فراہم کرنے کا آغاز کیا تاکہ ایران "اسلام" کے نام پر اسلامی بلادِ عرب کو زیر و زبر کرسکے۔

اسی بنا پر ایران ۸۰ء میں ہی عراق سے برسرِ پیکار ہوگیا۔ اور کچھ عرصہ بعد اسرائیل بھی عراق کی ایٹمی و جوہری تنصیبات
پر حملہ آور ہوا۔ ایران کو اسرائیلی ہتھیاروں کی فراہمی آج تک جاری ہے۔ اور ایران اپنے آقا کے لئے پورے عرب کو ہتھیانے
پر تلا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لبنان میں بھی اسرائیلی پشت پناہی کے ساتھ ایرانی گماشتے (امل ملیشیا وغیرہ) فلسطینی مسلمانوں
کو ذبح کرتے رہے ہیں۔ غرضیکہ ۴۸ء سے ہی اسرائیل اور ایران کا مشترکہ منصوبہ یہ ہے کہ مسلم عرب (بالخصوص حرمین
مقدس) کا جلد تیا پانچا کردیا جائے۔

۲- ادھر پاکستان میں بھی اغیار کی ٹھیک وہی سازشی سیاست کارفرما رہی ۔ قیام پاکستان ۴۷ء کے صرف آٹھ سال بعد ہی ۵۵ء میں ایک سازش کے ذریعہ شیعہ کارندہ سکندر مرزا ملک کا سربراہ بن بیٹھا جس نے صرف تین سال (۵۵ تا ۵۸ء) کی مختصر مدت میں پاکستان پر چار ضرب کاری لگائے ۔ اولاً یہ کہ پاکستانی صوبہ بلوچستان کی ریاست قلات کے خلاف جارحانہ اقدام کیا ۔ کیونکہ وہاں عرصہ دراز سے شرعی قوانین نافذ تھے ۔ دوسرے یہ کہ اسی پاکستانی صوبہ بلوچستان (ملحقہ ایران) کا ایک بڑا سرحدی رقبہ جو تیل کی دولت سے مالا مال تھا ، ایران کے حوالے کر دیا ۔ تیسرے یہ کہ پاکستان کا اسلامی آئین ۵۶ء منسوخ کر دیا اور چوتھے یہ کہ ایرانی النسل نصرت بھٹو کے شوہر ذوالفقار بھٹو کو وزیر بنا دیا جس نے آگے چل کر دوسرے شیعہ سربراہ مملکت آغا یحییٰ کے مشن کو مکمل کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ۔ اور ۷۱ء میں بالآخر پاکستان کو ان دونوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ چونکہ اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی مملکت نہ صرف سارے اسلامیان عالم کے لئے مضبوط دفاعی ڈھال اور دین اسلام کے لئے مضبوط قلعہ کا درجہ رکھتی تھی بلکہ حرمین شریفین کے لئے بھی حفاظتی حصار کا مقام رکھتی تھی لہذا دشمنان اسلام نے یہ سکیم بنائی کہ پاکستان کو اندرونی خانہ جنگی اور بیرونی حملے کا بیک وقت نشانہ بنایا جائے تاکہ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان اسے پیس دیا جائے ۔

۷۱ء میں یہی کچھ ہوا ، آغا یحییٰ اور ذوالفقار بھٹو نے مل کر پاکستانی اکثریت کے منتخب کردہ نمائندے مجیب الرحمٰن کو اقتدار سپرد کرنے سے انکار کر دیا ۔ ظاہر ہے کہ اس ظلم زیادتی کے خلاف حسب توقع مجیب الرحمٰن کے حلقۂ انتخاب مشرقی پاکستان میں زبردست سیاسی احتجاج شروع ہو گیا ۔ اور طے شدہ پروگرام کے مطابق یحییٰ اور بھٹو نے وہاں فوجی کارروائی کے ذریعے نہ صرف خانہ جنگی بپا کر دی بلکہ ہندوستان کو بھی بالواسطہ دعوت دی کہ وہ حرکت میں آجائے اور موقع سے فائدہ اٹھا کر حملہ کر دے ۔ جواباً ہندوستان نے وہی کیا اور مشرقی پاکستان کو یکدم مغربی پاکستان سے جدا کر دیا ۔ بالآخر ایک ہی تیر سے دو شکار کر لئے ۔ پاکستان آدھا رہ گیا اور بچا کھچا مغربی پاکستان (ملحقہ ایران) آئندہ ایران کے لئے ایک لقمۂ تر بنا دیا ۔

اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ یحییٰ نے بچے کھچے پاکستان کا اقتدار ناجائز طور پر بھٹو کے حوالے کر دیا ۔ اور بھٹو نے اعلان کیا کہ "نئے پاکستان" کا بڑا بھائی ایران ہے ۔ بعدازاں شاہ ایران کے اشارے پر بھٹو نے پاکستانی صوبہ بلوچستان (ملحقہ ایران) میں فوجی کارروائی کی تاکہ وہاں ایران موقع نکال کر قبضہ جما لے ۔ مگر بلوچی مسلمانوں نے اس شیعہ سازش کو ناکام بنا دیا ۔ پھر ۷۷ء میں پوری پاکستانی قوم نے بھٹو کو اٹھا کر باہر پھینک دیا ۔ تو جنرل ضیاء الحق کے لئے موقع فراہم ہو گیا ۔ جب ۷۷ء سے صدر ضیاء الحق نے ٹوٹے پھوٹے پاکستان کی اسلامی بنیادوں پر تعمیر کا اعلان کیا ۔ اگرچہ عملاً وہ اس کے برعکس چلتا رہا ۔ پھر بھی یہود اور آل یہود (اہل تشیع) نے آج ۸۷ء تک واویلا مچا رکھا ہے ۔ ایک ہدف تو یہ ہے کہ پاکستان کا اسلامی تشخص مٹا کر اسے پانچ قومیتوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔ اور دوسرا محاذ یہ ہے کہ پاکستان کی مادی و دفاعی قوت کو مفلوج کر دیا جائے

مثلاً ایک طرف تو شیعہ شاعر رئیس امروہی کی غدارانہ آواز کہ "پنجتن کی قسم پاکستان میں پانچ قومیتیں ہیں" (جنگ کراچی ۵ ستمبر ۸۶ء) نے پوری تحریک کھڑی کر دی۔ تو دوسری جانب شیعہ صحافی مشاہد حسین نے جوہری اور ایٹمی توانائی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے مارچ ۸۷ء میں عالمی اسکنڈل کھڑا کر دیا تاکہ کچلے ہوئے پاکستان کا مزید کچومر نکال دیا جائے۔

المختصر، پاکستان کے خلاف روز اول سے سازش یہ جاری ہے کہ اس عظیم مسلم ملک کو دنیا کے اہل اسلام اور مرکز اسلام (حرمین شریفین) کا محافظ بننے سے بہرصورت باز رکھا جائے۔

جدید ایران و اسرائیل کا یکساں وحتمی ہدف ۔ حرمین شریفین

سطور بالا میں پچھلی چودہ صدیوں کا جو مختصر تاریخی جائزہ پیش کیا گیا ہے وہ یہودیت اور شیعیت کے بنیادی حقائق کو بیک نظر واضح کر دیتا ہے اولاً یہ کہ مذہب شیعہ کا بانی مبانی ابن سبا یہودی تھا۔ دوسرے یہ کہ ابن سبا کے نطفے شیعیت نسلاً اور اصلاً وہی یہودیت ہی ہے تیسرے یہ کہ اس رشتے سے یہود اور آل یہود (اہل تشیع) دونوں ہی اسلام کے خلاف گذشتہ چودہ صدیوں سے مسلسل تخریب کاری کرتے رہے ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ اسی دیرینہ نسبت سے نہ صرف شیعیت اور یہودیت کا نصب العین ایک ہے بلکہ عصر حاضر کے ایران اور نوزائیدہ اسرائیل کا حتمی ہدف بھی یکساں ہے۔ البتہ جب وہ عالمی خلافت عثمانیہ جو دنیا کی سپر پاور بھی تھی اور دنیا کے تمام مسلمانوں کا سیاسی مرکز و محور بھی تھی درہم برہم کر دی گئی۔ اس کے بعد بھی یہود اور آل یہود نے اپنا حتمی ہدف مسلمانوں کا "روحانی مرکز" بنایا۔ اسی غرض سے نئی حکمت عملی کے تحت پہلے مرحلے میں اسرائیل نے جنم لیا۔ دوسرے مرحلے میں اسرائیل نے ایران کی بالواسطہ اعانت سے مسلمانوں کے قبلہ اول (بیت المقدس) پر قبضہ کیا اور پھر تیسرے اور آخری مرحلے میں یہ دونوں ممالک مرکز اسلام یعنی حرمین شریفین پر تسلط کے لئے ہر ابلیسی حربہ استعمال کرتے رہے ہیں۔

۴۸ء میں ولادت اسرائیل کے موقع پر ہی اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے اعلان کر دیا تھا کہ یہودی حکومت ان تمام مسلم علاقوں پر قبضہ کرے گی جہاں سے یہودی نکالے گئے تھے۔ اسی لئے اسرائیلی پارلیمنٹ بلڈنگ پر جو "وسیع تر اسرائیل" کا نقشہ آویزاں ہے، اس کی حدود میں حرمین مقدس شامل ہیں۔ ٹھیک اسی یہودی نقشہ پر ایرانی سربراہ خمینی عرصہ دراز سے گامزن ہے جس کے چند شواہد درج ذیل ہیں:۔

۱۔ خمینی نے ایران کی سربراہی (۷۹ء) سے برسوں پہلے ایک نہایت معنی خیز کتاب "کشف الاسرار" لکھی تھی جس میں اس نے گیارھویں صدی ہجری کے شیعہ پیشوا باقر مجلسی کی تحریر "حق الیقین" کو بہت نمایاں کیا تھا اور باقر مجلسی کی زبانی خمینی نے بالواسطہ یہ دعوی کیا تھا کہ:۔

الف۔ جب "صاحب الامر" اپنے منصب پر فائز ہو جائیں گے تو سب سے پہلے مکہ معظمہ پر قبضہ کریں گے۔

ب۔ پھر وہ صاحب الامر مدینہ منورہ جا کر پہلے محمدؐ سے بیعت لیں گے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو قبروں سے

نکال کر زندہ کریں گے اور سولی پر چڑھائیں گے۔
ج۔ پھر عائشہ رضؓ کو زندہ کر کے سزا دیں گے۔ اور آخر میں تمام سنیوں (مسلمانوں) خصوصاً علماء کو قتل کر کے نیست و نابود کر دیں گے"

(بحوالہ "حق الیقین" صفحات ۱۳۹، ۱۴۵، ۵۲۷)

۲۔ خمینی نے اپنی حکومت قائم کرنے سے کچھ ہی پہلے اپنا ابلیسی منصوبہ براہِ راست بھی منکشف کر دیا تھا کہ:۔
"دنیا میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا اور چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکزِ اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا تسلط ضروری ہے اور میں جب فاتح بنکر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو روضۂ رسول ﷺ میں پڑے ہوئے دو بتوں یعنی ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کو نکال باہر کروں گا"

(بحوالہ "خمینی ازم اور اسلام" صہ ۸ مولفہ ابو ریحان فاروقی)

۳۔ خمینی نے ۷۹ء میں اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد پوسٹروں اور بینروں کے ذریعہ اپنے جس پلان کی تشہیر کرائی اس کی عبارت یہ تھی:۔
"ہم جنگ آزمائیں یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے اپنی مقدس زمینیں (یعنی عراقی کربلا اور سعودی مدینہ منورہ) اور خانہ کعبہ اور جولان واپس لیں گے"

(بحوالہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنو، اگست ۸۷ء صا)

۴۔ ایرانی اقتدار فروری ۷۹ء میں خمینی کے ہاتھ آیا۔ اور صرف نو ماہ بعد ہی ایک مسلح گروہ نے حرم کعبہ پر نومبر ۷۹ء میں حملہ کیا، سینکڑوں مسلمانوں کو ہلاک کیا اور دو ہفتوں سے زیادہ تک حرم بیت اللہ پر قبضہ جمائے رکھا، تاہم ناپاک قبضہ ناکام ہو کر رہا۔

۵۔ اس کے بعد ہر سال عین حج کے دوران خمینی کے کارندے حدود حرمین میں ہنگامے کر کے حرمتِ حرمین پامال کرتے رہے۔ مرکزِ امن کو پراگندہ کرنے کا یہ شیطانی دھندہ موجودہ سال ۸۷ء تک لگاتار چلتا رہا۔ حالاں کہ پچھلے سال ہی حرمین کو آتشیں بموں سے اڑا دینے کی سازش پکڑی جا چکی تھی۔ (تفصیل اوپر ابتدائیہ میں مذکور ہے) اس کے باوجود امسال ۸۷ء کے حج کے لئے خمینی نے اپنی آل اولاد کو یہ ہدایات دیں کہ:۔
"حج کو کافروں سے اظہار برأت (تبرّا) کے لئے استعمال کریں اور ایام حج میں زبردست مظاہروں کا فریضہ انجام دیں۔ اور یہ کہ یہ حج بالکل فیصلہ کن، سرکچل دینے والا (CRUSHING) حج ہونا چاہئے"

(بحوالہ "امپیکٹ انٹرنیشنل"، لندن، ۲۴ تا ۲۷ اگست ۸۷ء)

انہی ہدایات کے مطابق ۳۱ جولائی ۸۷ء کو جو مسلح جلوس حرم کعبہ کے اطراف مارچ کر رہا تھا اس کے بینروں پر صاف لکھا ہوا تھا کہ :۔

" لبیک یا خمینی" اور " اپنے آپ کو مسلح کرو اور ہتھیار اٹھا لو"

اس کے ساتھ ہی اس مسلح ٹولے نے وہ خونخواری و خوں ریزی بپا کی جس کی تفصیل منظرِ عام پر آچکی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عصر جدید میں اسرائیل اور ایران دونوں کا حتمی ہدف مسلمانوں کا " روحانی مرکز" ہے۔ لہذا حرمین کو خستہ و تاراج کرنے اور اس سرزمین مقدس پر قبضہ کرنے کے لئے آج کل حکمت عملی یہ ہے کہ ہراول دستہ تو ایران کا ہو اور اس کو کمک اسرائیل بہم پہنچاتا رہے۔

حاصل کلام | آج سانحہ حرم کے حوالے سے یہود اور آلِ یہود (اہل تشیع) کی پچھلی چودہ صدیوں سے جاری اسلام دشمنی طشت ازبام ہو چکی ہے۔ اور قرنِ اول کے ابن سبا یہودی (بابائے شیعیت) سے لے کر دورِ حاضر کے خمینی تک تمام چہرے تاریخ کے آئینہ میں بالکل بے نقاب ہو چکے ہیں لہذا اب آخری موقع ہے کہ مسلمانانِ عالم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے مرکز حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے کم از کم ان آستین کے سانپوں کی بلا تاخیر اور مکمل سرکوبی کریں ع

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

Servis

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝

پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب رکوع ۵ آیت ۴۵، ۴۶

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے
کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے)
ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں۔ اور
آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

O Prophet ! truly We have sent thee
as a Witness, a Bearer of glad
tidings, and a Warner, and as
one who invites to Allah's (Grace)
by his leave. And A Lamp Spreading Light

Karachi Port Trust

The Port of Pakistan